Allama Iqbal Open University AIOU B.A A.D Solved Assignment NO 1 Autumn 2024

Code 419 Education

Q.1

اسلامی تصور تعلیم دیگر تصورات سے کیسے مختلف ہے؟

Ans:

اسلامی تصور تعلیم اور دیگر تصورات میں فرق:

تعلیم ایک اہم عمل ہے جس کا مقصد فرد کی شخصیت کی تعمیر، علم کی فراہمی اور معاشرتی ترقی ہوتی ہے۔ مختلف ثقافتوں اور مذاہب میں تعلیم کے حوالے سے مختلف تصورات موجود ہیں، لیکن اسلامی تصور تعلیم ان سب سے منفرد اور جامع ہے۔ اسلام میں تعلیم کو ایک مقدس عمل سمجھا جاتا ہے جو انسان کی روحانی، اخلاقی، ذہنی، اور جسمانی ترقی کی راہ ہموار کرتا ہے۔ اسلامی تعلیم کا مقصد فرد اور معاشرہ کی فلاح ہے، جو کسی خاص شعبہ یا پیشہ تک محدود نہیں بلکہ ہر پہلو کو شامل کرتا ہے۔

اسلامی تصور تعلیم:

1. **علم کی اہمیت:** اسلام میں علم کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔ قرآن پاک میں "اقْرَأْ" (پڑھ) کے لفظ سے تعلیم کا آغاز ہوا، جو علم حاصل کرنے کی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی علم کو فرض قرار دیا اور کہا کہ علم کا حصول ہر مسلمان پر فرض ہے۔
    - **قرآن کی تعلیمات:** قرآن میں مختلف آیات میں علم کی اہمیت کا ذکر ہے، جیسے:
      "اللہ تعالیٰ تم میں سے ان لوگوں کو بلند کرتا ہے جو ایمان لائے اور جنہیں علم دیا گیا ہے" (قرآن 58:11)۔

studyllas.com

2. **فرد کی روحانی، اخلاقی اور ذہنی ترقی**: اسلامی تعلیم کا مقصد صرف دنیاوی علم حاصل کرنا نہیں، بلکہ فرد کی روحانیت، اخلاقی اقدار اور ذہنی قابلیت کو بہتر بنانا ہے۔ اسلامی تعلیم میں انسان کو اللہ کے ساتھ تعلق مضبوط کرنے، اخلاقی قدروں کو اپنانے اور معاشرتی ذمہ داریوں کو سمجھنے کی ہدایت دی جاتی ہے۔
3. **کامل شخصیت کی تشکیل**: اسلام میں تعلیم کا مقصد فرد کی جامع شخصیت کی تعمیر ہے۔ ایک مسلمان کو جسمانی، ذہنی، اور روحانی تمام پہلوؤں میں توازن قائم کرنا سکھایا جاتا ہے تاکہ وہ نہ صرف دنیا بلکہ آخرت میں بھی کامیاب ہو سکے۔
4. **علم کا مقصد**: اسلام میں علم کا مقصد صرف ذاتی ترقی یا معاشی فائدہ نہیں ہے، بلکہ اس کا اصل مقصد انسانیت کی خدمت ہے۔ علم کو انسانوں کے فائدے کے لیے استعمال کرنے کی ترغیب دی گئی ہے تاکہ انسان معاشرتی اور اخلاقی ترقی کر سکے۔

دیگر تصورات تعلیم میں فرق:

1. **مغربی تصور تعلیم**: مغربی تعلیم کا مقصد عموماً فرد کی ذہنی ترقی اور سماجی و اقتصادی کامیابی پر مرکوز ہوتا ہے۔ یہاں تعلیم کی اہمیت زیادہ تر سائنسی، پیشہ ورانہ اور معاشی ترقی میں دیکھی جاتی ہے۔ مغربی تصورات میں تعلیم کو فرد کی صلاحیتوں کو بڑھانے، سماجی مقام حاصل کرنے اور پیشہ ورانہ میدان میں کامیابی کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔
   - **مغربی تعلیم کا نقطہ نظر**: یہاں تعلیم کو زیادہ تر پیشہ ورانہ مہارتوں اور دنیاوی کامیابی کے حصول کے لیے دیکھا جاتا ہے، جبکہ روحانیت اور اخلاقی تعلیم کم اہمیت رکھتی ہے۔
2. **ہندو تعلیم کا تصور**: ہندو مت میں تعلیم کا مقصد نفس کی آزادی، روحانیت، اور خود شناسی ہوتا ہے۔ یہ تعلیم فرد کے اندرونی ترقی پر مرکوز ہوتی ہے لیکن اس میں معاشرتی زندگی کو بھی اہمیت دی جاتی ہے۔ ہندو تعلیم کے مطابق، انسان کو اپنے اصل یعنی برہمان کے ساتھ ہم آہنگی حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔
   - **روحانیت پر زور**: ہندو تعلیم میں روحانی ترقی اور دنیاوی زندگی کے درمیان توازن کو اہمیت دی جاتی ہے، لیکن یہاں تعلیم کا دائرہ زیادہ تر مذہبی اور روحانی ہوتا ہے۔

studywillas.com

3. **مذہبی تعلیمات کی کمی**: مغربی اور ہندو تصورات میں اکثر اخلاقی اور روحانی ترقی کو سائنسی یا معاشی ترقی پر ترجیح نہیں دی جاتی۔ اسلام میں تعلیم کا مقصد انسان کو صرف دنیاوی زندگی میں کامیاب کرنا نہیں بلکہ اُسے اللہ کے راستے پر چل کر آخرت کی فلاح بھی حاصل کرنے کے قابل بنانا ہوتا ہے۔

اسلامی تصور تعلیم میں خصوصی خصوصیات:

1. **علم کا ماخذ اللہ کی رضا**: اسلام میں تعلیم کا مقصد اللہ کی رضا اور اس کے راستے پر چلنا ہوتا ہے۔ علم کو اس لیے حاصل کیا جاتا ہے تاکہ اللہ کی ہدایات کے مطابق زندگی گزاری جا سکے۔
2. **سماجی ذمہ داری**: اسلامی تعلیم میں فرد کو معاشرتی ذمہ داریوں کو سمجھنے اور دوسروں کی خدمت کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ علم کو اس لیے حاصل کیا جاتا ہے تاکہ انسان اپنے معاشرتی ماحول میں بہتر تبدیلی لا سکے۔
3. **تمام شعبوں میں توازن**: اسلامی تعلیم میں دنیاوی علم اور روحانی علم دونوں کی اہمیت ہے۔ یہ تعلیم فرد کو سائنسی، فلسفیانہ، اخلاقی، اور روحانی میدان میں توازن قائم کرنے کی ہدایت دیتی ہے۔

نتیجہ:

اسلامی تصور تعلیم دیگر تصورات سے اس لیے مختلف ہے کہ اس میں فرد کی تمام تر جسمانی، ذہنی اور روحانی ترقی کو اہمیت دی جاتی ہے۔ اس کے برعکس، مغربی اور ہندو تعلیم میں دنیاوی ترقی یا روحانیت کو بعض اوقات الگ الگ رکھا جاتا ہے۔ اسلام میں علم کا مقصد صرف ذاتی فائدہ نہیں بلکہ انسانیت کی خدمت ہے، اور اسے اللہ کی رضا کے حصول کے لیے استعمال کیا جانا چاہیے۔ اسلامی تعلیم میں توازن، اخلاق، اور انسانیت کے لیے خدمت کی اہمیت نمایاں ہے، جو اسے دوسرے تصورات سے منفرد بناتی ہے۔

studyvillas.com

Q.2

دوامیت اور التزامیت کے بنیادی فرق کو مثالوں سے واضح کریں۔

Ans;

دوامیت (Continuity) اور التزامیت (Commitment) دونوں اہم تصورات ہیں جو مختلف مواقع پر استعمال ہوتے ہیں، لیکن ان دونوں کے درمیان بنیادی فرق موجود ہے۔

دوامیت (Continuity):

دوامیت کا مطلب ہے کسی چیز کا مستقل طور پر جاری رہنا یا تسلسل کا ہونا۔ یہ تصور اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ کوئی عمل، حالت یا سرگرمی وقت کے ساتھ بغیر کسی وقفے کے جاری رہتی ہے۔ دوامیت میں تبدیلی یا رکاوٹ کا امکان کم ہوتا ہے اور یہ چیز یا عمل ایک تسلسل میں چلتا رہتا ہے۔

مثالیں:

1. **تعلیمی تسلسل**: ایک طالب علم کی تعلیم کا تسلسل، جیسے ایک طالب علم ابتدائی جماعتوں سے لے کر یونیورسٹی تک کی تعلیم میں مسلسل ترقی کرتا رہتا ہے۔
2. **کامیابی کا تسلسل**: اگر ایک کمپنی اپنے کاروبار کو مسلسل کامیابی کے ساتھ چلاتی رہے، تو اسے دوامیت سمجھا جا سکتا ہے، کیونکہ اس کی کامیاب ترقی ایک تسلسل کی صورت میں جاری رہتی ہے۔

التزامیت (Commitment):

التزامیت کا مطلب ہے کسی مقصد یا عمل کے لیے ذاتی یا پیشہ ورانہ عزم، جو فرد یا گروہ کی پختہ عزم، عہد، اور کوشش کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ ایک پائیدار وابستگی ہے جس میں فرد یا گروہ کسی خاص مقصد کو حاصل کرنے کے لیے مسلسل محنت کرتا ہے، چاہے حالات جیسے بھی ہوں۔

مثالیں:

studyvillas.com

1. **خاندانی التزامیت**: ایک شخص کا اپنے خاندان کے لیے ہمیشہ وقت نکالنا اور ان کی بھلا ئی کے لیے کام کرنا، جیسے کسی والد کا اپنے بچوں کی تعلیم اور صحت کے لیے مسلسل محنت کرنا۔
2. **پیشہ ورانہ التزامیت**: ایک ڈاکٹر کا اپنے مریضوں کے لیے صحت کی دیکھ بھال کے لیے مکمل عزم کا مظاہرہ، چاہے اس کو کتنی بھی مشکلات کا سامنا ہو۔

دوامیت اور التزامیت میں بنیادی فرق:

خصوصیت	دوامیت (Continuity)	التزامیت (Commitment)
مفہوم	تسلسل یا جاری رہنا۔ کسی عمل کا بغیر رکے چلنا۔	کسی مقصد یا عمل کے لیے پختہ عزم یا عہد۔
مرکز	کسی عمل کا تسلسل یا جاری رہنا۔	کسی مخصوص مقصد یا عمل کے لیے ذاتی وابستگی اور عزم۔
زبان میں فرق	دوامیت عام طور پر بغیر کسی رکاوٹ یا تبدیلی کے جاری رہنے کی حالت کو ظاہر کرتی ہے۔	التزامیت کسی فرد یا گروہ کی پختہ وابستگی اور عزم کو ظاہر کرتی ہے۔
مثال	کمپنی کا مستقل ترقی کرنا، تعلیم کا تسلسل۔	کسی مقصد کے لیے مستقل کوشش کرنا، خاندان کے لیے عزم کا مظاہرہ۔

نتیجہ:

دوامیت ایک عمل کی تسلسل کو ظاہر کرتی ہے، جبکہ التزامیت کسی فرد یا گروہ کی پختہ عزم اور وابستگی کو ظاہر کرتی ہے۔ دونوں میں اہمیت ہے، مگر دوامیت مستقل جاری رہنے کی حالت ہے، جبکہ التزامیت میں کسی مقصد کے حصول کے لیے محنت اور عزم شامل ہوتا ہے۔

studyvillas.com

Q.3

دور جدید کے نظام تعلیم اور اسلام کی پہلی دو صدیوں میں تعلیم کی ترقی کا موازنہ کریں۔

Ans;

دور جدید کے نظام تعلیم اور اسلام کی پہلی دو صدیوں میں تعلیم کی ترقی کا موازنہ ایک اہم موضوع ہے کیونکہ دونوں کا تعلیمی فریم ورک مختلف سیاسی، سماجی ثقافتی اور مذہبی عوامل سے متاثر ہوا۔ اس موازنہ سے ہم یہ سمجھ سکتے ہیں کہ دونوں دوروں میں تعلیم کو کس طرح مختلف انداز میں دیکھا گیا اور اس میں ترقی کس نوعیت کی تھی۔

دور جدید کے نظام تعلیم:

1. **معیاری نظام**: دور جدید میں تعلیم کو باقاعدہ نصاب، تعلیمی اداروں اور مخصوص تعلیمی درجات میں ترتیب دیا گیا ہے۔ ہر سطح پر تعلیم کا ایک مخصوص معیار اور اہداف ہیں جنہیں پورا کرنا ضروری ہوتا ہے۔ مختلف سائنسی، فنی اور پیشہ ورانہ میدانوں میں تربیت فراہم کی جاتی ہے۔
2. **سائنسی اور تکنیکی ترقی**: دور جدید کے تعلیمی نظام میں سائنسی تحقیق، ٹیکنالوجی اور جدید علوم پر زور دیا جاتا ہے۔ اس دور میں سائنس، ٹیکنالوجی انجینئرنگ اور ریاضی

(STEM)

کے شعبے میں بے شمار ترقیات ہوئی ہیں۔

3. **معاشی فوائد**: جدید نظام تعلیم کا ایک اہم مقصد افراد کو اس قابل بنانا ہے کہ وہ معاشی میدان میں کامیاب ہوں، خود مختار ہو سکیں اور پیشہ ورانہ زندگی میں کامیاب ہو سکیں۔

studywillas.com

4. **یونیورسلائزیشن اور عالمگیریت**: جدید تعلیمی نظام نے عالمی سطح پر تعلیم کے معیار کو یکساں بنانے کی کوشش کی ہے۔ تعلیم کو یونیورسلائز کیا گیا ہے، یعنی دنیا بھر میں یکساں معیارات کے تحت تعلیم دی جاتی ہے۔
5. **تعلیمی اداروں کا ادارہ جاتی ڈھانچہ**: دور جدید میں تعلیمی ادارے، جیسے اسکول، کالجز، یونیورسٹیز اور خصوصی ادارے قائم کیے گئے ہیں، جہاں پر نصاب کے مطابق تعلیم دی جاتی ہے اور مخصوص تعلیم حاصل کرنے کے لیے مختلف ادارے موجود ہیں۔

اسلام کی پہلی دو صدیوں میں تعلیم کی ترقی:

1. **دینی اور روحانی تعلیم**: اسلام کی پہلی دو صدیوں میں تعلیم کا مقصد بنیادی طور پر دینی، اخلاق اور روحانی تربیت تھا۔ قرآن اور حدیث کی تعلیم دی جاتی تھی، اور اس وقت کے تعلیمی ادارے زیادہ تر مساجد اور مدرسوں پر مرکوز تھے جہاں مذہبی تعلیمات پر زور دیا جاتا تھا۔
2. **علم کا حصول اور اس کا پھیلاؤ**: اسلامی معاشرے میں علم کا حصول بہت اہمیت رکھتا تھا۔ قرآن کی پہلی وحی "اقْرَأْ" (پڑھ) سے تعلیم کی اہمیت کا آغاز ہوا تھا، جس کے نتیجے میں مسلمان مختلف علوم کی طرف راغب ہوئے، بشمول فقہ، طب، ریاضی، فلسفہ، اور تاریخ۔ ابتدائی صدیوں میں مسلمانوں نے یونانی اور ایرانی علوم کو اپنایا اور پھر انہیں اسلامی رنگ میں ڈھالا۔
3. **تعلیمی ادارے اور مدارس**: ابتدائی اسلامی صدیوں میں تعلیم دینے کے لیے مدارس اور مساجد کا استعمال کیا جاتا تھا۔ یہ ادارے زیادہ تر دینی تعلیمات کے مرکز تھے، لیکن ساتھ ہی ساتھ دنیاوی علوم جیسے طب، ریاضی، فلکیات، اور فلسفہ بھی سکھائے جاتے تھے۔
4. **معاشرتی ذمہ داری**: تعلیم کو ایک معاشرتی ذمہ داری کے طور پر دیکھا گیا۔ اس دور میں یہ یقین کیا جاتا تھا کہ تعلیم نہ صرف فرد کے لیے فائدہ مند ہے بلکہ پوری امت کی فلاح کے لیے ضروری ہے۔
5. **خواتین کی تعلیم**: اسلام کی ابتدائی صدیوں میں بھی خواتین کی تعلیم پر زور دیا گیا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جیسے علم کے عظیم ذرائع موجود تھے، اور خواتین کو بھی تعلیم حاصل کرنے کا حق دیا گیا تھا۔

---

studywillas.com

موازنہ:

اسلام کی پہلی دو صدیوں میں تعلیم	دور جدید کے نظام تعلیم	خصوصیت
دینی، اخلاقی، اور روحانی ترقی کے لیے تعلیم۔	معاشی، سائنسی اور تکنیکی ترقی کے لیے تعلیم۔	**مقصد**
مساجد اور مدارس جہاں دینی اور دنیاوی علوم دیے جاتے تھے۔	اسکول، کالجز، یونیورسٹیز، اور خصوصی ادارے۔	**تعلیمی ادارے**
قرآن، حدیث، فقہ اور دیگر اسلامی علوم پر مرکوز نصاب۔	مخصوص نصاب کے مطابق تعلیم دی جاتی ہے، جو دنیاوی ترقی پر مرکوز ہوتا ہے۔	**نصاب**
سائنسی تحقیق اور فلسفے میں ابتدائی پیشرفت، خاص طور پر طب اور ریاضی۔	سائنسی تحقیق اور ٹیکنالوجی میں جدت۔	**سائنسی اور تکنیکی ترقی**
تعلیم کا مقصد فرد اور امت کی روحانی اور اخلاقی ترقی تھا۔	فرد کو معاشی طور پر کامیاب بنانے کے لیے تعلیم۔	**معاشی فائدے**
تعلیم کو بنیادی طور پر اسلامی معاشرے کے لیے مختص سمجھا جاتا تھا۔	تعلیم کو عالمی سطح پر یکساں بنانے کی کوشش۔	**عالمگیریت**

نتیجہ:

دور جدید اور اسلام کی پہلی دو صدیوں میں تعلیم کا مقصد اور طریقہ کار مختلف تھے۔ جہاں دور جدید کے نظام تعلیم کا مقصد سائنسی، معاشی، اور پیشہ ورانہ ترقی ہے، وہیں اسلام کی ابتدائی دو صدیوں میں تعلیم کا مقصد فرد کی روحانی اور اخلاقی ترقی تھا، اور اس میں دینی تعلیمات پر زور دیا گیا تھا۔ اس کے باوجود، دونوں دوروں میں علم کو اہمیت دی گئی اور تعلیم کو ایک اہم ذمہ داری سمجھا گیا۔ اسلامی تعلیمات میں دنیاوی اور دینی علوم کا امتزاج تھا، جبکہ جدید تعلیم میں زیادہ تر سائنسی اور معاشی ترقی پر زور دیا گیا۔

studyvillas.com

Q.4

برطانوی عہد میں برصغیر پاک و ہند کی تعلیمی حالت کا تنقیدی تجزیہ کریں۔

Ans':

برطانوی عہد میں برصغیر پاک و ہند کی تعلیمی حالت کا تنقیدی تجزیہ

برطانوی راج کے دوران برصغیر میں تعلیمی نظام میں بہت سی تبدیلیاں آئیں۔ برطانوی حکمرانوں نے یہاں اپنے مقاصد کو پورا کرنے کے لیے تعلیم کو مختلف طریقوں سے متعارف کرایا، لیکن اس میں کئی پہلو ایسے تھے جو عوام کی فلاح و بہبود کے لیے مناسب نہیں تھے۔ اس دور میں تعلیم کی حالت کا تجزیہ کرنے کے لیے ہمیں مختلف پہلوؤں پر نظر ڈالنی ہوگی۔

1. تعلیم کا مقصد اور برطانوی حکمت عملی

برطانوی حکمرانوں کا اصل مقصد ہندوستانی عوام کو اپنے زیر اثر لانا اور انہیں اپنے نظام کے مطابق ڈھالنا تھا۔ برطانوی حکومت نے تعلیم کو اس مقصد کے لیے استعمال کیا کہ ہندوستانی عوام کو اپنی حکمرانی کے لیے معاون بنایا جائے اور ان کی ذہن سازی کی جائے تاکہ وہ استعمار کے حق میں رہیں۔

- **مقامی تعلیم کا خاتمہ**: برطانوی حکمرانوں نے ہندوستان میں مقامی تعلیم کی روایات کو نظرانداز کیا اور انگریزی زبان کو بنیادی ذریعہ تعلیم قرار دیا۔ اس کا مقصد ہندوستانی معاشرتی نظام کو اپنی ثقافت اور نظام کے مطابق ڈھالنا تھا۔
- **تعلیمی اداروں کا قیام،** برطانوی حکمرانوں نے چند تعلیمی ادارے قائم کیے جیسے کہ

  Fort William College (1800)

  اور

studywillas.com

Aligarh Muslim University

لیکن ان کا دائرہ محدود تھا اور یہ تعلیمی ادارے زیادہ تر برطانوی مفادات کے ، تحت چلائے جاتے تھے۔

2. تعلیمی اداروں کا قیام اور معیار

برطانوی عہد میں برصغیر میں چند تعلیمی ادارے قائم کیے گئے جن کا مقصد انگریزوں کی ثقافت کو فروغ دینا تھا، نہ کہ عوام کی فلاح کے لیے تعلیمی نظام کو بہتر بنانا۔

- **کالج اور یونیورسٹیاں**: ابتدائی طور پر، برطانوی حکومت نے کالجوں اور یونیورسٹیوں کا قیام کیا لیکن یہ تعلیمی ادارے بہت کم تھے اور صرف خاص طبقے کے افراد کو تعلیم دینے کے لیے تھے۔ ان اداروں میں زیادہ تر انگریزی اور مغربی علوم کی تعلیم دی جاتی تھی، اور مقامی زبانوں یا اسلامی و ہندو تعلیمات کو زیادہ اہمیت نہیں دی جاتی تھی۔
- **تعلیمی نصاب**: تعلیمی نصاب زیادہ تر انگریزی، مغربی تاریخ، فلسفہ اور سائنس پر مرکوز تھا۔ مقامی علوم جیسے ہندوستانی تاریخ، ادب اور مذہب کو نظرانداز کیا گیا۔ اس کے نتیجے میں ہندوستانی نوجوانوں میں مغربی ثقافت کی طرف زیادہ رجحان پیدا ہوا۔

3. تعلیم کی تقسیم اور غیر مساوات

برطانوی عہد میں ہندوستان میں تعلیمی نظام میں بہت زیادہ غیر مساوات پائی جاتی تھی، جس کی وجہ سے تعلیم صرف مخصوص طبقے تک محدود ہو کر رہ گئی۔

- **اعلیٰ طبقہ کا فائدہ**: تعلیم کا زیادہ فائدہ برطانوی حکومت کے حامی طبقے کو ہوا، جیسے کہ زمین دار، حکومتی افسران اور اُن کے بچے۔ ان طبقات کو انگریزی تعلیم دی جاتی تھی تاکہ وہ برطانوی نظام میں کام کر سکیں اور انگریزوں کی حکومت میں شامل ہو سکیں۔
- **نچلے طبقے کا استحصال**: غریب کسانوں اور نچلے طبقے کے لوگوں کو تعلیم سے دور رکھا گیا۔ انہیں بنیادی تعلیم تک کی سہولت نہیں تھی، اور انہیں محض اپنی روزمرہ کی محنت کے لیے تربیت دی جاتی تھی۔
- **خواتین کی تعلیم**: برطانوی دور میں خواتین کی تعلیم کو بہت کم اہمیت دی گئی۔ اس دور میں خواتین کو تعلیم حاصل کرنے کے بہت کم مواقع ملے، اور معاشرتی روایات اور ثقافت نے ان کے تعلیمی حقوق کو محدود کر رکھا تھا۔

4. زبان کا مسئلہ

studyillas.com

انگریزی زبان کو بطور ذریعہ تعلیم اختیار کرنے کی وجہ سے ہندوستانی عوام کی اکثریت تعلیم سے محروم رہی۔ انگریزی زبان سیکھنے کے لیے وسائل اور وقت کی ضرورت تھی، جو زیادہ تر عوام کے پاس نہیں تھا۔

- **انگریزی کا غلبہ**: برطانوی حکمرانوں نے انگریزی زبان کو اہمیت دی اور اس کو تعلیمی نصاب کا حصہ بنایا، جس سے ہندوستانی عوام کو انگریزی زبان سیکھنے کی ضرورت پیش آئی۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ جو لوگ انگریزی زبان نہ سیکھ سکے، وہ تعلیمی نظام سے باہر رہ گئے اور ان کے لیے ترقی کے مواقع کم ہو گئے۔

5. دینی تعلیم کا خاتمہ

اسلامی تعلیمات اور ہندو ثقافتی تعلیمات کا تو کسی حد تک تحفظ کیا گیا تھا، لیکن دینی تعلیمی اداروں کی تعداد بہت کم تھی اور ان کی سرگرمیاں محدود ہو گئی تھیں۔

- **مدارس کا زوال**: اسلامی مدارس اور مکاتب کی تعداد کم ہو گئی اور ان کا معیار بھی متاثر ہوا۔ اس کے نتیجے میں مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے سے محروم ہو گئی۔
- **ہندو تعلیم**: ہندو مذہب کی تعلیمات بھی متاثر ہوئیں، کیونکہ برطانوی حکومت نے زیادہ تر انگریزی اور مغربی تعلیمات کو ترجیح دی، اور مقامی تعلیمات کو کم اہمیت دی۔

6. تعلیمی اصلاحات کی کوششیں

اس دور میں کچھ اصلاحی کوششیں بھی ہوئیں، جیسے کہ *Sir Syed Ahmed Khan* کی تعلیمی اصلاحات، جنہوں نے مسلمانوں کو انگریزی تعلیم کی اہمیت سے آگاہ کیا اور *Aligarh Muslim University* کی بنیاد رکھی۔ ان کوششوں سے تعلیمی نظام میں کچھ بہتری آئی، لیکن یہ محدود سطح پر ہی رہیں۔

نتیجہ

برطانوی عہد میں برصغیر کی تعلیمی حالت مجموعی طور پر بہت محدود اور غیر مساوات پر مبنی تھی۔ اگرچہ کچھ تعلیمی ادارے قائم کیے گئے اور مغربی تعلیم کا آغاز ہوا، لیکن اس تعلیم کا مقصد زیادہ تر انگریزی استعمار کے مفادات کے مطابق تھا۔ عوامی سطح پر تعلیم کی کمی اور زبان کی رکاوٹوں کے باعث زیادہ تر ہندوستانی عوام تعلیم سے محروم رہیں۔ اس دور میں تعلیمی نظام نے بہت سی سماجی، ثقافتی اور مذہبی مسائل کو جنم دیا، جن کا اثر آج بھی دیکھنے کو ملتا ہے۔

studyvillas.com

Q.5

علامہ اقبال اور سر سید احمد کے تصورات تعلیم کا تقابلی جائزہ پیش کریں۔

Ans:

علامہ اقبال اور سر سید احمد خان کے تصورات تعلیم کا تقابلی جائزہ

علامہ اقبال اور سر سید احمد خان دونوں ہی برصغیر کے عظیم مفکرین اور رہنماؤں میں شمار ہوتے ہیں جنہوں نے مسلمانوں کی تعلیم و تربیت پر گہری توجہ دی۔ دونوں کے تعلیمی تصورات میں کئی مشترکہ نقاط تھے، لیکن ان کے نظریات اور طریقے مختلف تھے۔ دونوں نے مسلمانوں کی معاشرتی، ثقافتی، اور علمی ترقی کے لیے تعلیم کو بہت اہمیت دی، لیکن ان کے انداز اور مقاصد میں فرق تھا۔

1. سر سید احمد خان کا تصور تعلیم:

سر سید احمد خان)1817–1898 (کا تعلیمی نظریہ مسلمانوں کے لیے ایک اصلاحی تحریک کی شکل میں تھا جس کا مقصد مسلمانوں کو مغربی علوم سے آگاہ کرنا تھا۔ ان کا ماننا تھا کہ مسلمانوں کو جدید سائنسی، فلسفیانہ اور سماجی علوم حاصل کرنا چاہیے تاکہ وہ برطانوی حکمرانی میں خود کو بہتر انداز میں پیش کر سکیں۔

سر سید احمد خان کے تصورات تعلیم کی خصوصیات:

- **مغربی تعلیم کا حصول،** :سر سید احمد خان نے مسلمانوں کو جدید سائنس انگریزی، اور مغربی تعلیم حاصل کرنے کی ترغیب دی۔ انہوں نے یہ سمجھا کہ برطانوی حکمرانی میں مسلمانوں کی پوزیشن کو مستحکم کرنے کے لیے مغربی تعلیم ضروری ہے۔
- **تعلیمی اداروں کا قیام** :سر سید احمد خان نے اور میں تعلیمی اداروں کی بنیاد رکھی، جن میں کا قیام ایک اہم سنگ میل تھا۔ اس کا مقصد مسلمانوں کو جدید تعلیم سے ہم آہنگ کرنا تھا۔

studyllas.com

- **دینی اور دنیاوی تعلیم کا امتزاج**: سر سید احمد خان نے دنیاوی اور دینی تعلیمات کے امتزاج کو اہمیت دی۔ انہوں نے اپنے تعلیمی اداروں میں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ سائنس اور انگریزی تعلیم بھی دی۔
- **مفکرانہ نقطہ نظر**: انہوں نے مسلمانوں کو جدید علوم سے آگاہ کرنے کے لیے جدید تعلیمی طریقوں کو اپنایا۔ ان کے خیال میں مسلمان اگر مغربی تعلیم حاصل کریں گے تو وہ نہ صرف ترقی کریں گے بلکہ مغربی معاشرتی اور سائنسی ترقی میں بھی حصہ ڈال سکیں گے۔

2. علامہ اقبال کا تصور تعلیم:

علامہ اقبال (1877–1938) کا تعلیمی نظریہ بہت وسیع اور روحانی تھا۔ وہ مسلمانوں کے ذہنی، روحانی، اور معاشرتی ارتقاء کے لیے ایک جامع نقطہ نظر رکھتے تھے۔ ان کا ماننا تھا کہ تعلیم کا مقصد صرف معاشی یا سائنسی ترقی نہیں، بلکہ فرد کی روحانی اور اخلاقی ترقی بھی ہے۔

علامہ اقبال کے تصورات تعلیم کی خصوصیات:

- **روحانیت اور خودی کا فروغ**: علامہ اقبال نے تعلیم کو فرد کی روحانیت اور شخصیت کے ارتقاء کے لیے ایک ذریعہ سمجھا۔ ان کا ماننا تھا کہ انسان کو صرف دنیاوی علوم نہیں، بلکہ اپنے اندر کی صلاحیتوں کو بیدار کرنے کے لیے تعلیم حاصل کرنی چاہیے۔ خودی (individuality)
- **انسانی حقوق اور آزادی**: اقبال نے تعلیم کو انسانی حقوق، آزادی اور خودمختاری کے اصولوں کی بنیاد پر ترتیب دیا۔ انہوں نے مسلمانوں کو اپنی ذہنی آزادی اور خودی کی طاقت کو سمجھانے کی کوشش کی۔
- **فلسفہ اور تخیل**: اقبال کے نزدیک تعلیم کا مقصد صرف معلومات کا حصول نہیں تھا، بلکہ یہ تخیل، فلسفہ اور شعور کی بلند سطح کو حاصل کرنا تھا۔ ان کے نزدیک تعلیم انسان کے اندر کی روحانیت کو اجاگر کرنے کا ذریعہ تھی۔
- **مغربی تعلیم کے مقابلے میں مشرقی تعلیم کی اہمیت**: اقبال نے مغربی تعلیم کی اہمیت کو تسلیم کیا لیکن اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے مشرقی تعلیم کی بھی اہمیت کو اجاگر کیا۔ وہ چاہتے تھے کہ مشرقی ثقافت، روایات اور روحانیت کو بھی تعلیم کا حصہ بنایا جائے۔

3. دونوں کے نظریات کا تقابلی جائزہ:

studywillas.com

خصوصیت	سر سید احمد خان کا نظریہ تعلیم	علامہ اقبال کا نظریہ تعلیم
تعلیمی مقصد	مسلمانوں کو مغربی تعلیم اور سائنسی علوم سے آراستہ کرنا۔	فرد کی روحانیت، خودی، اور اخلاق ترقی کی طرف رہنمائی۔
مغربی تعلیم کی اہمیت	مغربی تعلیم کو مسلمانوں کی ترقی کے لیے ضروری سمجھا۔	مغربی تعلیم کی اہمیت کو تسلیم کیا، مگر مشرقی تعلیم کی اہمیت بھی تسلیم کی۔
دینی اور دنیاوی تعلیم	دینی اور دنیاوی تعلیم کا امتزاج۔	روحانیت، فلسفہ اور تخیل کی تعلیم پر زور۔
تعلیمی اداروں کا قیام	[illegible] جیسے ادارے [illegible] قائم کیے۔	تعلیم کو فرد کی شخصیت کی تعمیر اور معاشرتی فلاح کے لیے ضروری سمجھا۔
تعلیمی طریقہ	جدید مغربی طریقوں کے مطابق تعلیم کی پیشکش کی۔	انسان کی تخلیقی صلاحیتوں کو بیدار کرنے کی کوشش کی۔
افرادی آزادی	فرد کی معاشی اور پیشہ ورانہ ترقی کی طرف زیادہ توجہ دی۔	فرد کی ذہنی اور روحانی آزادی کی طرف زیادہ توجہ دی۔

نتیجہ:

سر سید احمد خان اور علامہ اقبال دونوں نے مسلمانوں کی تعلیم کے لیے بے شمار کام کیے، لیکن ان کے تصورات تعلیم میں بنیادی فرق تھا۔ سر سید احمد خان نے مسلمانوں کو مغربی علوم کے ذریعے ترقی کے لیے تیار کیا، جبکہ علامہ اقبال نے تعلیم کو فرد کی روحانی، اخلاقی اور خودی کے ارتقاء کے لیے اہم سمجھا۔ سر سید احمد خان کا نقطہ نظر زیادہ سائنسی اور عملی تھا، جبکہ علامہ اقبال کا نقطہ نظر زیادہ روحانی اور فلسفیانہ تھا۔ دونوں ہی نے مسلمانوں کو ترقی کی راہوں پر گامزن کرنے کی کوشش کی، مگر ان کے طریقہ کار میں اختلاف تھا۔

studyvillas.com